مساجد و مشن ہاؤسز کے لئے بڑی جگہ خریدیں
جماعت آسٹریلیا کو دعوت الی اللہ کی خصوصی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۸۹ء بمقام آسٹریلیا)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ میرے حق میں احسان ہے کہ یہ مسجد جس کی بنیاد آج سے تقریباً چھ سال پہلے میں نے رکھی تھی اب اللہ کے فضل اور احسان کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور اگر چہ کچھ معمولی کام باہر صحن میں بھی اور کچھ شاید عمارت میں بھی ہونے والے باقی ہیں لیکن بالعموم یہ بہت ہی خوبصورت عمارت اور بہت ہی وسیع عمارت مکمل ہو چکی ہے اور مسجد کے لحاظ سے ہر طرح سے استعمال کے قابل ہے۔ جب اس مسجد کے حجم سے متعلق انجینئرز کے مشورے ہو رہے تھے تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آسٹریلیا میں تو جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس لئے بہت ہی چھوٹی سی جگہ بھی ایک لمبے عرصے کے لئے کافی ہوگی اور کوئی ضرورت نہیں کہ بوجہ اس عمارت پر روپیہ صرف کیا جائے لیکن شروع ہی سے میرا رجحان یہ رہا ہے کہ جب بھی ہم خدا کا گھر بنائیں حتی المقدور زیادہ سے زیادہ وسیع گھر بنائیں کیونکہ اپنا گھر بھی جب انسان بناتا ہے تو اپنی موجودہ ضرورتوں سے زیادہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ بسا اوقات میں نے دیکھا ہے بعض لوگ گھر بناتے وقت صرف اپنی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس خیال سے کہ بچے بڑے ہوں گے، اُن کی شادیاں ہوں گی، بہوئیں گھر لائیں گے پھر وہ بیٹیاں شادی کے بعد اپنے میاں اور بچوں کو ساتھ لے کے آیا کریں گی اس خیال سے، نشوونما کے خیال سے

بڑے گھر بنایا کرتے ہیں۔ تو جب خدا کے گھر کی باری آئے تو میں سمجھتا ہوں بہت زیادہ وسیع نظر کے ساتھ گھر بنانا چاہئے کیونکہ انسانی کنبے کے بڑھنے کے کاروبار اور ہوا کرتے ہیں لیکن خدا کی جماعتوں کے بڑھنے کے رنگ ڈھنگ اور ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے اصرار کیا کہ جیسا کہ میں نے عمومی طور پر جماعت میں اس پالیسی کا اعلان کر رکھا ہے کہ جب جگہ لیں تو وسیع لیں اور ہرگز اس کا فوری ضرورت کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مثلاً اگر کسی جگہ ایک کنال میں بھی ضرورت پوری ہوسکتی ہے تو میری ہدایت یہ ہے کہ اُس کی بجائے اگر دس ایکڑ مل سکتی ہو تو دس ایکڑ لے لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس رنگ میں جماعت کو دنیا میں وسعت دینا چاہتا ہے اگر آج آپ چھوٹی چھوٹی جگہیں لے کر راضی ہو گئے تو کل کو آنے والے آپ پر شکوے کریں گے کہ بڑا تیر مارا تھا، اتنی سی جگہ لے کے چلے گئے اور ہمارے لئے مشکل پڑ گئی۔ اب شہر پھیل گیا ہے وہی جگہیں مہنگی ہوگئی ہیں اُس زمانے میں ذرا حوصلہ دکھاتے تو آج ہم لوگوں کو یہ مشکل نہ پڑتی۔ یہ باتیں کوئی فرضی باتیں نہیں میں نے خود ایسی باتیں سُنی ہیں بعض مشنوں کے متعلق۔ اپنے لحاظ سے بعض لوگوں نے بڑے تیر مارے تھے لیکن اب ہم دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اتنے چھوٹے مشن ہیں کہ وہ جماعت کی ضرورت کا دسواں حصہ بھی پورا نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ پچاسواں حصہ بھی پورا نہیں کر سکتے۔ اب جرمنی میں آپ جا کر دیکھیں فرینکفرٹ کا مشن ہے وہ جماعت کی ضرورت کے مطابق لگتا ہے ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔ کوئی بھی اُس کی حیثیت نہیں ہے۔ حالانکہ جب بنایا گیا تھا تو وہ سالہا سال تک اُس کے بعد یوں لگتا تھا کہ شاید یہ مسجد کبھی بھرے ہی نا۔ تو یہ وہ فلسفہ ہے جس کے پیش نظر میں نے اصرار کیا کہ آسٹریلیا میں جگہ بھی بڑی لی جائے اور مسجد بھی بڑی بنائی جائے۔

تو آج اللہ کے فضل سے یہ جگہ جس کا رقبہ تقریباً اٹھائیس ایکڑ ہے یہ جماعت کی جو نظر آنے والی ضروریات ہیں میرے نزدیک تو اُس کے مطابق ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں خدا وہ وقت جلد لائے گا کہ جماعت ہم لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اتنی ترقی کرے گی کہ یہ مسجد اور یہ علاقہ انشاء اللہ جماعت کی ضروریات کے مطابق ثابت ہو گا لیکن اگر آپ سمجھیں کہ یہ مبالغہ ہے یا بہت زیادہ خوابوں کی دنیا میں بسنے والی بات ہے تو آج نہیں، کل نہیں تو دس پندرہ، بیس سال کے اندر انشاء اللہ یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائے گا۔ لیکن مسجد کا اب جہاں تک تعلق ہے ابھی مجھے لگتا ہے کہ فوری طور پر اس

مسجد کے بھرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور یہ مجھے اس لئے لگ رہا ہے کہ آپ کی جماعت تبلیغ میں بہت پیچھے ہے۔ جب میں گزشتہ مرتبہ یہاں آیا تھا اُس وقت جو چہرے دیکھے تھے آج اُس سے زیادہ ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ وہ چہرے ہیں جو بعد ازاں پاکستان سے یا بعض دیگر ممالک سے ہجرت کر کے آسٹریلیا آئے ہیں روحانی نشوونما کا نتیجہ نہیں۔ یا کوئی اولاد میں اللہ نے اتنی برکت ڈالی ہو تو اُس کی وجہ سے کچھ بچوں کے چہرے زیادہ ہو گئے ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا لیکن بالعموم جو جماعت کی وسعت ہے وہ انتقال مکانی پر منحصر ہے۔ انتقال مکانی سے اگر ایک جگہ برکت پڑتی ہے تو دوسری جگہ کمی بھی تو آتی ہے اس لئے اُس کو رونق کہنا درست نہیں۔ رونق وہی ہے جو نشوونما کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے بڑھنے کا جو نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے وہ اولاد کے بڑھنے کے نقشے کی صورت میں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں دعاؤں میں

ع حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

(درثمین صفحہ:۳۸)

اس طرح جماعت بڑھے کہ فرماتے ہیں جیسے باغوں میں ہو شمشاد۔ اس طرح جماعت بڑھے جس طرح بہار آئی ہو چمن پر اور باغوں میں شمشاد ہر طرف شاخیں نکال رہے ہوں اور پھول پھل رہے ہوں۔ ایک ایک ہزار ہزار ہو جائے۔ یہ دعائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کو دی تھیں اس اولاد میں آپ سب شامل ہیں اور میں سمجھتا ہوں اوّل طور پر تمام جماعت احمدیہ ان دعاؤں کی مستحق ہے اور خاندان میں سے بھی وہی مستحق ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی جماعت میں داخل ہیں ورنہ وہ اس دعا سے کوئی حصہ نہیں پا سکتے۔ پس اک سے ہزار ہونے کے ذریعے اگر آپ اس مسجد کو بھرنے کی کوشش کریں تو دیکھتے دیکھتے یہ مسجد آپ کو چھوٹی دکھائی دے گی اور اس کے پیچھے جو وسیع جگہ ہم نے رکھی ہوئی ہے وہ اُسی مقصد کی خاطر رکھی ہے کہ جب مسجد کی وسعت کا وقت آئے تو پیچھے تنگی محسوس نہ ہو بلکہ اس مسجد کو پیچھے کی طرف بڑھایا جائے چنانچہ یہ بھی جو آپ نے ڈیزائن میں بات دیکھی ہے کہ نسبتاً پتلی لیکن چوڑی بہت ہے۔ اس میں حکمت یہی تھی کہ جب بعد ازاں اس کو پیچھے بڑھایا جائے گا اگر پہلے چھوٹی ہو اور گہری ہو تو پیچھے تو گیلری نظر آئے گی

ساری کی ساری۔ اتنا لمبا سا ایک کمرہ مستطیل سا دکھائی دے گا جو اچھا نہیں لگتا۔ اب یہ مسجد ہم نے اللہ کے فضل سے چھوڑ رکھی ہے تا کہ اگر اس کو پیچھے دُگنا یا تگنا بھی کیا جائے تب بھی بدزیب نظر نہیں آئے گی جس طرح مسجد مبارک ربوہ ہے یا مسجد اقصیٰ ربوہ ہے اُن کو چوڑائی کی نسبت سے گہرا کرنے کی گنجائش تھی اور اب گہرا کرنے کے باوجود بہت ہی خوبصورت لگتی ہے۔ مگر اصل بات تو آپ پر ہے۔ آپ اس مسجد کو خوبصورت بنائیں، آپ اس مسجد کے لئے خدا کے حضور نمازی کھینچ کر لائیں، تبلیغ کے ذریعے نشوونما کے ذریعے کمزور احمدیوں کو مضبوط احمدی بنا کر اس مسجد سے تعلق رکھیں تو پھر یہ بات جو بظاہر دور کی بات دکھائی دیتی ہے کہ مسجد کب بھرے گی اور کب اس سے ہمیں اس کو پھیلانے کا خیال آئے گا یہ نزدیک کی بات ہو جائے گی۔ ابھی میں جب امریکہ کے دورے پر گیا تھا تو لاس انجلیز کے متعلق بھی یہی تبصرہ تھا لوگوں کا اس میں جانے سے پہلے کہ مسجد بڑی پیاری، بڑی خوبصورت لیکن بہت وسیع ہے لیکن جب میں نے وہاں افتتاحی طور پر خطاب کیا ہے تو پہلے خطاب ہی میں مسجد خدا کے فضل سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں باہر کی جماعتوں سے آنے والے بھی شامل تھے لیکن اس کے باوجود مقامی طور پر بھی خدا کے فضل سے برکت تھی، پھیلاؤ تھا۔ تبلیغ کی طرف بھی اب اس جماعت کو توجہ ہے چنانچہ وہیں اُسی روز ہی اللہ کے فضل سے بیعتیں بھی ملیں۔ مردوں میں سے بھی، عورتوں میں سے بھی۔ پاکستانی بھی تھے اُس میں، امریکن بھی تھے اور امریکی عورتوں میں سے ایک بڑی قابل وکیل بھی تھیں اُن میں۔ تو نشوونما ہی کے ذریعے دراصل مسجدیں بھری جاتی ہیں اور جو انسان خدا کے گھر آباد کرنے کی کوشش کرتا ہے خود حاضر ہو کر، اپنے بچوں کی حاضری دلا کر، دوستوں کو کھینچ کر لاتا ہے اور پھر تبلیغ کے ذریعے نمازیوں میں اضافہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کی کوششوں میں غیر معمولی برکت عطا کرتا ہے۔ لاس اینجلیز کی مسجد سے پہلے میں گوئٹے مالا گیا تھا اُس کے متعلق مزید تفصیلات تو آپ کو گزشتہ خطبے کے پہنچنے سے معلوم ہو جائیں گی یا انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر بعض باتیں بیان ہوں گی لیکن ایک بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ گوئٹے مالا میں ایک بھی احمدی مسلمان نہیں تھا اور ہم نے مسجد بنادی اور میری سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ اگر مبلغ اکیلا وہاں بیٹھا رہے جو مقرر کیا گیا ہے تو اتنی خوبصورت، اتنی پیاری اور وسیع مسجد میں ایک آدمی اکیلا اذان دے گا، وہی تکبیر کہے گا، وہی نماز پڑھے گا یہ تو کوئی اچھا نہیں لگتا اس لئے اس کا کچھ سامان ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کا ایسا انتظام

فرمایا کہ حکومت کی طرف سے ہماری سیکورٹی کے لئے جو گارڈز کا دستہ مقرر تھا وہ وہاں کا نہایت ہی کہنہ مشق سیکورٹی کا ماہر دستہ ہے اور اُس کا انچارج پریذیڈنٹ گوئٹے مالا کا ذاتی حفاظتی منتظم تھا اور اُس کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ وہ ملک کے اندر بھی اور ملک سے باہر بھی جب بھی پریذیڈنٹ دورے پہ جاتے ہیں تو وہ اُن کے ساتھ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے از خود ہی باوجود اس کے کہ وہ عیسائی ملک ہے اور بڑا سخت کٹر عیسائی ملک یعنی کیتھولک عیسائی ملک ہے اُن کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ان سے تعاون کرو۔ چنانچہ پریذیڈنٹ نے اپنے نائب کو اور دیگر وزراء کو ہماری مسجد کے افتتاح پر بھجوایا اور خود اپنا چیف حفاظت کرنے والا منتظم جو تھا اُس کو بھجوایا اور مسلسل جب تک ہم رہے ہیں، جہاں بھی ہم گئے ہیں یہ اُن کے حفاظتی دستے ساتھ رہے۔ اس ظاہری شان وشوکت سے تو ہمیں کچھ نہیں ملنا تھا۔ اگر ہم اسی حالت میں یا خوش ہو کر کہ خدا نے یہ دن دکھایا، یہ عزت افزائی کی واپس آ جاتے تو چند دن کا یہ تماشہ تھا اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن میرے دل میں تو یہ فکر تھی کہ خدایا اس کے بعد کیا ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسی رحمت کے کرشمہ سے ایک اَور چشمہ پھوڑ دیا اور وہ سارے کا سارا دستہ جو ہمارے ساتھ رہا ہے جو اٹھارہ پولیس افسران پر مشتمل تھا اور اُن کے ساتھ اپنی کاریں، اپنے موٹر سائیکل سب کچھ جماعت کے نہیں بلکہ سب اُن کے اپنے انتظام تھے اُن سب کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی تھی اور اتنی حیرت انگیز محبت پیدا ہوئی دو تین دن کے اندر اندر کہ اُن کے دستے کے چیف نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنی چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اُس کو اجازت دی شوق سے ہمارے میجر محمود صاحب نے مجھے بتایا۔ میں نے کہا ٹھیک بڑے شوق سے تشریف لائیں اُنہوں نے پیچھے نماز پڑھی اور پھر مسجد کا کمرہ جہاں نماز پڑھ رہے تھے اُس کا دروازہ کھلا رکھا تا کہ باقی سیکیورٹی والے بھی دیکھیں، آنے جانے والے دیکھیں کہ اُن کا چیف نماز پڑھ رہا ہے۔ اُن کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کے دل میں بھی تحریک پیدا ہوگئی اور ان سب نے میرے آنے سے ایک دن پہلے یہ درخواست دی کہ ہمیں موقع دیا جائے ہم اسلام کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں جب سوال و جواب ہوئے تو معلوم ہوا کہ اُن کے دل تو پہلے سے ہی پگھلے ہوئے ہیں۔ اتنا غیر معمولی اثر تھا اُن پر مسلمانوں کی عبادت کا کہ آدھے سے زیادہ مسلمان وہ دیکھ کر ہی ہو چکے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے اس قسم کی باتیں شروع کر دیں کہ ہمیں چند دن کا موقع دیں ہم اپنے بیوی بچوں کو سمجھا لیں تا کہ اگر

ایک دم ہم نے اعلان کیا تو اُن کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ بیوی بچے بھی ساتھ آئیں اور یہ جو چیف صاحب تھے انہوں نے بڑی دلچسپ بات سنائی۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے تو اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے جو کٹر عیسائی ہے یہ کہا کہ تم جو باتیں کیا کرتی تھی کہ چرچ میں فلاں پادری آیا اور میرے دل پہ اثر ہوا، فلاں پادری آیا تو دل پہ اثر ہوا تمہیں تو پتا ہی کچھ نہیں کہ روحانی اثر ہوتا کیا ہے۔ اگر تم مسلمانوں کو عبادت کرتے دیکھ لو جس طرح میں دیکھ کے آیا ہوں تو تم وہم وگمان بھی نہ کرو کہ تمہارے دل پر پہلے کوئی روحانی اثر ہوا تھا۔ یہ روحانی اثر ہے جو میں نے دیکھا ہے اور باوجود اس کے کہ میں مذہبی نہیں ہوں میرا دل بالکل اس اثر سے موم ہو چکا ہے۔ پھر ان لوگوں نے کچھ سوال جواب کئے۔ ظاہری بات ہے ایک دن میں چند دن کی نمازیں دیکھ کر مسائل تو حل نہیں ہو جایا کرتے لیکن چونکہ اُن کے دل مائل ہو چکے تھے اس لئے دو گھنٹے کی مجلس میں اُن کے سارے مسائل حل ہو گئے۔ جو سوال اُنہوں نے کیا اُس کا میں نے پیار سے جواب سمجھایا اور ساتھ ساتھ وہ تصدیق کرتے رہے کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے یہی اصل دین ہے۔ خدا کی وحدانیت کا اعلان انہوں نے کیا اور پھر کہا کہ ہمارے چرچ میں تو کچھ بھی نہیں ہے اصل اگر دین اور سچائی ہے تو یہی ہے۔ پھر آخر پر مجھ سے درخواست کی اور وہی میرے دل کی تمنا تھی جو اُن کی زبان سے نکلی کہ ہمیں کسی کے سپرد کر کے جائیں، ہم تو مسجد آیا کریں گے وہاں کوئی ہمیں سمجھانے والا تو ہو۔ میں نے اُسی وقت مبلغ کو بلایا اُن کو کہا کہ یہ اب یہاں ہمارے پیچھے رہیں گے آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ وہ مسجد جس پہ مجھے شُبہ تھا کہ اُس کی آبادی کے لئے سوائے مبلغ کے کوئی نہیں ہوگا۔ ہمارے آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُس کی آبادی کے سامان کر دیئے اور چونکہ یہ لوگ بااثر ہیں اس لئے اُس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اور بھی انشاء اللہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور ہرگز بعید نہیں کہ جب اگلی دفعہ خدا مجھے توفیق دے تو مقامی مسلمان باشندوں سے وہ مسجد بھری ہوئی ہو۔

ایک ایسی جگہ جہاں کوئی بھی مسلمان نہیں، جہاں کوئی پاکستانی یا دوسرے ملکوں سے آنے والا مسلمان احمدی نہیں ہے وہاں اگر ایک دل کی گہرائی سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اتنی جلدی پھل دیتا ہے یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ آپ کیوں اس طرح بیقراری سے دعا نہیں کرتے اور اپنی تبلیغ کے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔ اگر آپ اسی درد دل سے دعا کریں اور خدا سے مدد مانگیں تو

آپ کی تعداد تو بہت ہے۔اس وقت بھی اللہ کے فضل سے تین صفوں میں آپ اس وقت سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہر شخص اس جذبے سے معمور ہو، اللہ کے حضور دعا کرے تو انہیں لوگوں میں سے اللہ کے فضل سے آپ کو عبادت کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے مسلمان عطا کرے گا اور یہ مسجد دیکھتے دیکھتے بھرنے لگ جائے گی۔ پس یہ وہ میرا پیغام ہے آپ کو بھی اور آپ کو خطاب کرتے ہوئے دنیا کے احمدیوں کو بھی کہ اب وقت آ گیا ہے جب سے ہم نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تیزی سے قبولیت کی ہوائیں چلا رہا ہے۔ نئے نئے ملکوں میں جماعت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ایسے ملکوں میں جہاں جماعت پہلے تھی لیکن خاموش اور بے اثر تھی وہاں اللہ کے فضل سے غیر معمولی طاقت جماعت کو نصیب ہو رہی ہے اور غیر معمولی احترام کی نظر سے جماعت دیکھی جانے لگی ہے۔ یہ کوئی اتفاقی حادثات نہیں ہیں یہ عالمی ہوا، خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو ظاہر ہو رہی ہے کہ میں نے جماعت کو اب ضرور ترقی دینی ہے۔اس تقدیر کے ساتھ آپ نے انگلی ہلانی ہے۔ کچھ ذرا سی کوشش کرنی ہے اُس کے نتیجے میں آپ دیکھیں گے کہ کثرت سے پھل آپ کی جھولی میں گریں گے۔ میں ایک دفعہ پہلے بھی یہ مثال بیان کر چکا ہوں اور میں آپ کو دوبارہ یہ مثال بیان کر کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔

کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر کہیں جا رہا تھا تو رستے میں ایک درخت کے نیچے اُس نے دو آدمیوں کو سوئے ہوئے دیکھا۔ گھوڑے کی ٹاپ سے ایک شخص کی آنکھ کھل گئی اور اُس نے آواز دی کہ اُو سوار بھائی! ذرا اِدھر آنا مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ وہ بیچارہ اُترا اُس نے ایک جگہ گھوڑا باندھا اور اُس سے جا کے پوچھا کہ بھئی کیا بات ہے، کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا تکلیف یہ ہے کہ یہ بیری جس کے نیچے ہم لیٹے ہوئے ہیں وہاں سے ایک بڑا اچھا میٹھا بیر گرا ہے جس کو میں کن اکھیوں سے دیکھ رہا ہوں میرے ساتھ ہی پڑا ہوا ہے۔ ذرا تکلیف فرماؤ اور وہ اُٹھا کے میرے منہ میں ڈال دو۔ اُس نے اس کو گالیاں دیں، اُس نے کہا تم بڑے ظالم بیوقوف آدمی ہو، جاہل ہو اور حد سے زیادہ نکمے۔ مجھے راہ چلتے ہوئے گھوڑے سے اُتارا اور مجھے کہہ رہے ہو کہ میں بیر اُٹھا کے تمہارے منہ میں ڈال دوں۔ تمہیں اتنی شرم نہیں آئی کہ خود ہی اُٹھا کر وہ بیر اپنے منہ میں ڈال لو۔ تو دوسرے ساتھی نے یہ باتیں سُنیں تو اُس نے کہا جناب آپ کو نہیں پتا یہ اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا آپ سمجھ رہے

ہیں۔ ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا ہے اس بدبخت نے شی تک نہیں کیا، اتنا نکما انسان ہے۔ تو جہاں بیر گر رہے ہوں ہاتھ بڑھانے کی بات ہو وہاں ہاتھ بھی نہ آپ بڑھائیں اور پھر یہ شکوہ رہے کہ ہم بڑھ نہیں رہے، ہمیں برکت نہیں مل رہی۔ آج خدا کے فضل سے ایک بیر نہیں تمام دنیا میں خدا کے رحمتوں کے پھلوں کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ خدا کی تقدیر خود تیار ہے کہ ان پھلوں کو آپ کے دائیں بھی برسائے، آپ کے بائیں بھی برسائے، آپ کے آگے بھی برسائے، آپ کے پیچھے بھی برسائے صرف آپ میں ہمت کی ضرورت ہے، کوشش کی ضرورت ہے۔

افریقہ کے ایک ملک میں جب میں دورے پر گیا تھا تو وہاں ایک احمدی عورت نے ایک سَو احمدی بنائے تھے۔ اُس کا میں نے ذکر کیا ایک ساتھ کے ملک سے آنے والے دوست سے اُنہوں نے کہا کہ جی اگر ایک عورت سو بناتی ہے تو میں تو مرد ہوں اور مجھے بھی خدا کے فضل سے بڑی محبت ہے دین سے میں وعدہ کرتا ہوں میں پانچ سو بناؤں گا اور اللہ نے اُس کے دل کے جذبے کو ایسا قبول کیا کہ اُسی ملک سے چند مہینے پہلے تار آئی کہ ہمیں فوری طور پر بیعت فارم بھجوائیں ہزار ہا چھپوا کر بھجوائیں کیونکہ ایک دن میں تیرہ ہزار آٹھ سو کچھ بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور جہاں پانچ سو کا دعویٰ بڑا عجیب لگتا تھا کہ بہت ہی بڑی ڈینگ ماری گئی ہے کہ پانچ سو بیعتیں میں کروں گا وہاں تیرہ ہزار آٹھ سو کچھ یا اس کے قریب کی تعداد تھی کہ وہ بھجوا دیں ہمیں فارم ہماری بیعتیں ہو چکی ہیں صرف فارم نہیں ہیں۔ تو جو میں کہتا ہوں کہ اللہ کا فضل ہوائیں چلا رہا ہے اب، پھل گرا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سب دنیا میں نئی صدی میں داخل ہونے کے ساتھ میں ایک عظیم الشان تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمارے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان ہواؤں سے آپ نے فائدہ اُٹھانا ہے۔ اس نئے بدلے ہوئے موسم کے پھل آپ نے کھانے ہیں۔ کچھ تو کوشش کریں، دُعا کریں، محنت کریں، اپنے ساتھیوں کو، اپنے ماحول میں احمدیت کا صاف پیغام پہنچانا شروع کریں لیکن جب تک آپ باخدا نہیں ہوں گے آپ کو یہ پھل نصیب نہیں ہوں گے۔ اصل بات وہیں آکے، اصل تان وہیں ٹوٹتی ہے کہ وہ دعا جو اللہ کی محبت میں دل سے نکلے یا وہ بظاہر شیخی کی ڈینگ جو بہت بڑی دکھائی دے مگر خوب خالص اللہ کی محبت کے نتیجے میں اور جذبۂ ایمانی کے نتیجے میں اُسے اللہ ضائع نہیں کرتا۔ ورنہ آپ لاکھ تقریریں کرتے رہیں لاکھ آپ اپنے علم کے زور سے اور اپنی

چالاکیوں کے زور سے دنیا کو قائل کرنے کی کوشش کریں کوئی آپ کی بات نہیں مانے گا۔ایک شرط ہے آپ سب کو خدا والا بننا ہوگا۔اللہ کا سچا پیار اپنے دل میں پیدا کرنا ہوگا۔اللہ کے نام کی خاطر ہر کام صبح ہو یا شام ہو جس حالت میں ہو خدا کو یاد کرتے ہوئے ہر کام کرنا ہوگا۔ایسی آپ کیفیت پیدا کر لیں تو آپ میں سے ایک ایک ایسا ہے جو ولی اور قطب بن سکتا ہے۔آپ میں سے ایک ایک ایسا ہے جو اس علاقے کی تقدیریں بدل سکتا ہے۔تو یہی میرا آپ کو خطاب ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ دنیا کے احمدی بھی اس طرف توجہ کریں گے اور اپنے اندر جلد جلد ایسی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ دنیا اُن کو خدا کے نمائندے کے طور پر دیکھے اور جن کو خدا اپنا نمائندہ بنائے اُن کو طاقتیں بھی وہی عطا کیا کرتا ہے، اُن کو جذب بھی وہی عطا کیا کرتا ہے اور اُن کو تاثیریں بھی وہی عطا کیا کرتا ہے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

جمعہ کے ساتھ ہی انشاء اللہ عصر کی نماز بھی پڑھائی جائے گی۔مَیں چونکہ مسافر ہوں اس لئے عصر کی نماز قصر کروں گا یعنی دوگانہ پڑھوں گا اور جو مسافر ہیں وہ میرے ساتھ ہی سلام پھیریں گے لیکن مقامی باشندے بغیر سلام پھیرے کھڑے ہو کر دو رکعتیں مزید پڑھیں اور عصر کی چار رکعتیں پوری کریں۔یہ بتانا پڑتا ہے بار بار کیونکہ بعض بچے جوان ہو رہے ہوتے ہیں۔نئے نئے شامل ہوتے ہیں اُن کو ان مسائل کا پتا نہیں ہوتا۔آپ میں سے اکثر تو غالباً پہلے سے جانتے ہیں۔